

مختل میلہ مبارک کی شریعت

مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کا مختصر

ایک صاحب نے دہلی سے ویبائیہ کا ایک اشتہار جس کا عنوان میلاد ہوا ہے طبیعت ہے۔ ایک سوال کے ساتھ بھیجا اور اس مسئلہ کے متعلق دلائل و براہین کیساتھ توضیح اور منکرین کے جواب کی درخواست کی کیونکہ اس اشتہار کے ذریعہ سے عام مسلمانوں کو ہنگامے اور غلطی میں ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ اشتہار نہایت جاہلانہ بد زبانوں کے ساتھ لکھا گیا ہے اور اس میں مختل میلاد شریف کو جو ذکر خدا و رسول کی غفلت ہے اس کی اس بیداری سے لوہین کی گئی ہے کہ کوئی میرانا کا نہیں اس سے زیادہ کیا توہین کرے گا مسلمانوں کے معمولات پر اس تعصب اور بد زبانی سے جس سے تشبیہ کی ناسوا انجیری و تفرقہ پر داری ہے۔ یہ اشتہار گالیوں بھرا ہوا ہے وہ تو کیا قابل التفات و لائق جواب ہیں صرف ایک فتوے مولوی رشید احمد گنگوہی کا چھاپا ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے اور مولوی کثافت اللہ وغیرہ بہت لوگوں کے افسوس و غم اور تصدیق میں فتوے کی عبارت یہ ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس سلسلہ میں کہ مولود خوانی اور مرجع یعنی تعریف سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایسی صورت سے کرتے ہیں کہ جس میں مردان خوش الحان یعنی سرلی آواز اور تال سے پڑھنے والے آواز ملا کر غزلیں اور قوالیوں کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اس میلاد کی مستین مانی جاتی ہیں اور زیبت زینت اور شیرینی اور روشنی ہائے کثیر یعنی کثرت سے روشنی اور ضرورت سے زیادہ زینت کیجاتی ہے جو اسلاف میں داخل ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی اشعار پڑھتے ہیں جو خداوند تعالیٰ کی توہین ہوتی ہو مثلاً جو نکویم بجز احمد ہے میم تراہ اور مثلاً (شعر) اللہ کے بلکہ میں وحدت کے سوا کیا ہے جو کچھ مجھے لینا ہے لے لوں گا محمد سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اشعار میں حاضر جاکر فی طلب کرتے ہیں اور وقت ذکر و ولادت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کرتے ہیں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جائز یا نہیں بلینا و تو جو اجزا کہ اللہ خیر الجزاء۔

السلام
فی
سلا
جنگ
میر
سکڑا
وہ
سوا
جو
ہا
لہیا
زاد
اس
ہیں
بجیا
انکا
حق
اس
کو
شا
نار
تو
وہ
ہے

الجواب: محفل میلاد شریف موافق صورت مذکورہ بالا کے کرنا اور قیام وقت پیدائش آنحضرت کے قرون ثلاثہ یعنی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور آپ کے صحابہ تابعین کے زمانہ میں اور تبع تابعین کے زمانہ میں تینوں زمانوں سے ثابت نہیں بلکہ احادیث صحیحہ اور کتب دینیات میں ثابت نہیں خلاصہ یہ کہ امور مذکورہ بالا بدعات فحشاءات ہیں یعنی لوگوں نے اپنی خواہش نفس کے موافق یہ امور رائج کر لیے ہیں خدا اور رسول کے ناپسند ہیں اور ذکر میلاد صورت مذکورہ کے موافق کرنا بے اور جو اس میں شریک ہو گا وہ مستحق عذاب آخرت ہو گا بمصدق لقولہ علیہ السلام کل بدعت ضلالتہ و کل ضلالتہ فی الناس فقط واللہ اعلم **رشید احمد گنگوہی**

الجواب بحون الکرم الوہاب بسم اللہ الرحمن الرحیم و نصلی علی حبیبہ الکریم مولوی رشید احمد صاحب کا جواب سراسر غلط و ناصواب ہے اس میں انھوں نے تین باتیں لکھی ہیں ایک یہ کہ محفل میلاد شریف و قیام وقت ذکر پیدائش قرون ثلاثہ اور احادیث و کتب دینیہ سے کہیں ثابت نہیں انہذا بدعت ہے دوسری یہ کہ خدا اور رسول کو ناپسند ہے یہ کہ میلاد شریف کرانے والا اور اس میں شریک ہونا بدعت مستحق عذاب آخرت ہے یہ تینوں باتیں غلط اور بیدلیل ہیں یہ دعویٰ کہ احادیث و کتب دینیہ میں یہ ثابت نہیں بہت غلط دعویٰ ہے اول تو مولوی صاحب کو احادیث و کتب دینیہ کا اتنا علم کہ جس سے وہ کہیں کہ کہیں ثابت نہیں کیونکہ انہوں نے تمام حدیثیں اور دینیات کی کل کتابیں کب حفظ کی تھیں بہت سی حدیثیں ہیں جس کی انھیں ہوا بھی نہیں لگی اور بہت سی دینیات کی کتابیں ہیں جس کا سوا کبھی نصیب نہوا اور مسئلہ ایسا واضح کہ سب اعلیٰ کتاب قرآن پاک ہی میں موجود ہے یا قرآن کریم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و تشریف آوری کا ذکر ہے اور اس کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مبارک پڑھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مبشری برسول یا تی من بعدی اسمہ احمد دوسری آیت میں ہے اما ینعمہ من یات فی حداثۃ نے رب کی نعمت کا بیان کر و اور یقیناً حضور کی تشریف آوری و جلوہ فرمائی اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم و جلیل نعمت ہے تو اس کا ذکر مطلوب مامور ہوا اور قرآن پاک سے ثابت ہوا۔ اسی طرح قیام بھی ایک فریضہ عظیم ہے اور قرآن کریم میں حضور کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا گیا ارشاد ہوا و تعازرہ و توقوہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس صحابہ میں مسجد شریف کے اندر منبر اقدس پر قیام فرما کر اپنی

یہ ائیں کا ذکر فرمایا فقام البنی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا قال انت رسول الله
قال انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلني في خيرهم الى اخر الحديث

محفل میلاد شریف استیجاب پر مولوی خلیل احمد انبہوی کا فتوہ

المفتد علی المنبر میں مولوی خلیل احمد انبہوی لکھتے ہیں حاشا ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں کہ آنحضرت
کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جڑیوں کے خبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا ذکر
بھی قبیح و بدعت سیدہ یا حرام کہے وہ جملہ حالات جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہو
انکا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب (المفتد صفحہ ۲۴) اسی جواب کے
اخیر میں مولوی خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں اگر مجلس مولود منکرات خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر
ولادت شریف ناجائز بدعت ہے ص ۵

محفل میلاد شریف کے خیر و برکت ہونے پر مولوی رشید احمد استیجاب کا فتوہ

اسی مفتد میں مولوی احمد علی سہارنپوری استاد مولوی رشید احمد گنگوہی کا ایک فتویٰ مجلس
میلاد شریف کی نسبت درج ہے اس میں لکھا ہے ان مجالس میں کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہوں
سبب خیر و برکت ہیں بشرطیکہ صدق نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے کیا جائے کہ یہ بھی
بجملہ اذکار حسنہ کے ذکر جن ہے اس کتاب پر مولوی کفایت اللہ مولوی محمود جن مولوی انشرف علی
تمام دیوبندی مولیوں کے دستخط ہیں اور سب نے اپنا عقیدہ بتایا ہے۔

اب غور فرمائیے ایسا مسئلہ جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے صحاح ستہ کی معتبر کتاب ترمذی
شریف میں خود حضور کا فعل مذکور ہے وہ بھی اس طرح کہ بیان پیدائش مبارک کے ساتھ قیام بھی ہو
منبر بھی ہو مجلس صحابہ بھی ہے اس کے بعد تمام دیوبندی اور خود مولوی رشید احمد صاحب کے استاد محفل میلاد شریف
کی خیر و برکت اور اس کے استیجاب کے قائل ہیں اس پر یہ کہ دنیا کے قرون ثلاثہ میں کہیں ثابت نہیں دین کے مسئلہ
میں کفدر مغالطہ ہے عالموں کا یہ شان ہونا چاہیے کہ مسئلہ قرآن و حدیث میں موجود ہو اور کہیں کہ
کہیں ثابت نہیں قرآن و حدیث کا علم تو نایا دیدہ و دانستہ اس پر وہ ڈالا جاتا تو یہ شان و ہایت سے کچھ

بے حد نہ تھا لیکن اپنے گھروالوں کو بھی نہ دیکھا اور آستانوں کی تحریرات کی خبر نہ لکھا اور طرہ یہ کہ خدا و رسول
پر افسر کر دینا کہ فعل خدا و رسول کو ناپسند ہے کتنی بڑی جرأت ہے کیا آج کوئی وہابی ثابت کر سکتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول نے صلی اللہ علیہ وسلم میلاد شریف سے تاریخی کا اظہار فرمایا یا تو
اپنی ناپسندیدگی ظاہر کی خدا و رسول پر بہتان لگاتے ہوئے جن لوگوں کو شرم نہ آتی ہوا کہ افق سے
مشائخوں کے نزدیک کیا اعتبار رکھتا ہے ایسا ہی یہ بہتان کہ مجلس میلاد مبارک میں شریعت نبوی
مستحق عذاب آخرت ہو نہ خدا نے فرمایا نہ رسول نے یہ کہانے ٹھیکیدار ہیں جو اللہ کے بند و نیکو
و کرم خدا و رسول پر مستحق عذاب آخرت کے دیتے ہیں انھیں کہنے جنت کا ٹھیکہ دیدیا ہے
الحمد للہ کہ فقہ کی غلطی تو بخوبی ثابت ہو گئی اور یہ بات معلوم ہو گئی کہ محفل مبارک میلاد شریف
قرآن مجید سے ثابت اور حجت موجب خیر و برکت ہر اس کے علاوہ اس فقہ میں ایک بہت
بڑی غلطی یہ ہے کہ جو چیز قرون ثلثہ میں نہو اسکو بدعت سیئہ مذمومہ مصداق کل بدعت کا قرار دیا
یہ بالکل غلط ہے ورنہ حدیث کی کتابوں کا جمع کرنا فقہ کی تدوین ابواب فصول میں مضامین کی تقسیم
مذہبوں کا قائم کرنا انھیں کامیاب کرنا اس نصاب کے پورا ہونے پر دستار بندی کرنا امتحان اور
حلیہ امتحان میں تحریر و تقریر سوال اور اہم غیہ دینا جلسوں کے لیے روشنی و فرش کے
تکلفات اشتہاروں و اعلانوں سے تداعی اور بلاناہکام کو دور دور سے شہر حال کے لیے دعوتیں
دینا پھر ان میں سبک ہاتھوں سے دستار بندی کرنا بخاری شریف کے مخم بڑھنا قرآن پاک کے
سورت سورت کے نقش بنا ڈالنا حواشی پر ایسے عملیات چڑھا دینا جن کا قرآن و حدیث میں
کچھ نہیں ملے اور اس قسم کے بہت سے امور ہیں جو قرون ثلثہ میں نہ تھے ائمہ مجتہدین کے
عہد میں نہیں باسے گئے کتب دینیہ میں انکی صراحت نہیں ملتی مگر وہابی اس کے عامل ہیں
اور ان کو موجب ثواب جانتے ہیں دینا کو اسکی ترغیب دیتے ہیں اس کے لیے چندے
وصول کرتے ہیں چندوں کی رسیدیں چھاپتے ہیں تو اگر ہر چیز جو قرون ثلثہ میں نہو بدعت ہو
تو یہ تمام امور بدعت ہونگے اور تمام مذہب بندی مع ان مفتی صاحب کے اپنے بدعتی اور بقول
خود مستحق عذاب ہونگے اور ان کے ان کاموں میں شرکت کرنے والے بھی۔

مولوی رشید احمد صاحب کے فتوے کا رد ان کے فتوے پر

یہاں تو مولوی صاحب نے صوفی شہر وہ چیز جو قرونِ ثلثہ میں نہو بدعت سیہ اور خدا و رسول کی ناپسند اور خدا کی ناپسند قرار دے دی مگر فتاویٰ رشید یہ جلد اول مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ و کرسٹ پی کے صفحہ ۱۱ میں ایک فتویٰ لکھا جس سے اپنے اس قول کو باطل کر دیا وہ یہ ہے۔

سوال کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرنا قرونِ ثلثہ سے ثابت ہو یا نہیں اور پھر یا نہیں الجواب۔ قرونِ ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اسکا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں فقط۔ یہ وہی مولوی رشید احمد ہیں جو کہتے ہیں کہ مولود شریف قرونِ ثلثہ میں نہیں اس لیے جس سے بدعت ہے خدا و رسول کو ناپسند سب استحقاق عذاب ہے یہاں ختم بخاری کو باوجودیکہ ختم تو ختم بخاری بھی قرونِ ثلثہ میں نہ تھی۔

اسکو فرماتے ہیں کہ بدعت نہیں کہتے اپنے ہی قول سے جھوٹے ہو گئے کہ نہیں اور یہ کہنا کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے یہ اصل شرع سے ثابت ہو بخاری شریف کے ختم کے لئے تو بیچ میں کوئی مگر ذکر و آؤ شریف کیا ذکر نہیں اور کیا اس کی اصل ثابت نہیں ہو اور بیچ میں کلمہ و قرآن شریف جو پڑھا جاتا ہے کیا وہ ذکر خیر نہیں ہے اس کے بعد دعائوں قبول نہیں ہوتی اور ہوتی ہو تو وہ بدعت کیوں کیا قیامِ عظیم کی نسبت بھی اسی صفحہ میں فرماتے ہیں تعظیم دیندار کو کھڑا نہونا درست ہے اور پاؤں جو مٹا ایسی شخص کا بھی درست ہے حدیث سے ثابت ہے فتاویٰ مولوی رشید احمد صاحب جب دیندار کی تعظیم کے لئے قیام جائز اور حدیث سے ثابت ہوا تو کیا پیشوائے دین سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی تعظیم کے لئے قیام بدعت ہو جائیگا مگر بات یہ ہے کہ اپنے لئے قیام کرنا اور اپنے پاؤں جو مٹا نامقصد تھا تو قیام و پاؤں دو جو جائز کہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی تعظیم سے انھیں کیا مطلب اسے بدعت ہی کہتے رہے باوجودیکہ قرآن و حدیث سے ثابت فعلِ نبی سے ثابت علیہم السلام غسل امت کی ثابت اور خود دوا بیہ اور بیہوائے و ہامیہ اور مولوی رشید احمد صاحب کی پوزی اقراروں سے ثابت اور اس کے استاد مولوی راجہ علی صاحب کے فتوے سے ثابت جیسا اوپر مذکور ہوا تو اب اس فتوے کا بطلان بحمد اللہ الزمیں ایسے زبردست طریقہ سے ثابت ہوا جس کا کوئی جواب نہیں ہے لے لے لے

فتوؤں سے وابستہ تمسک کرتے اور مکمل انوں کو دھوکے دیتے ہیں انہوں نے محفل میلاد شریف کے جوازیں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ نہیں پیش کیا اُنکے والد ماجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فیوض الحرمین کی عبارت محفل مبارک کے متعلق نہیں پیش کی جس سے اس محفل شریف کا سبب خیر و برکت اور باعث اجر و ثواب ہونا ثابت ہے مولوی رشید احمد کی یہ جرات کہ محفل مبارک کو اپنی ہوائے طبیعت و خواہش نفس سے غیر ثابت کہہ دیا اور اُس میں شرکت کر نیا لہو نکوا اپنے دل سے سختی عذاب بنا دیا یہ نہایت قابل نفرت بات ہے گنگوہی فتوے کا تو بجز تعلق ایسا مبلغ رد ہو گیا کہ بجز تک کے وہابی بھی اسکی بوند کاری نہیں کر سکتے لیکن سائل نے سوال میں بہت سی باتیں ملا کر یہ کوشش کی ہے کہ محفل مبارک کو کسی نہ کسی طرح ناجائز نہی لکھو لے مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتوے میں اُن سے تعرض نہیں کیا لہذا انکا جواب اضافہ کیا جاتا ہے۔

خوش الحانی سے آوازیں ملا کر پڑھنا

خوش الحانی قدرت نے انسان کے لئے مرغوب الطبع بنائی اور نفوس انسانہ کو اسکی طرف مائل کیا سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کو لوحی لکھن عطا فرمایا حضور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن پاک کو پاکیزہ لہجوں میں خوش الحانیوں سے پڑھنے کا حکم فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے
 زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَحْسَنِ تَكْوِينِهِ خُشَّ الحَانِی سے قرآن پاک کی زینت کرو۔ دوسری حدیث میں
 وَارِدٌ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَتْلُو الْقُرْآنَ (رواہ البخاری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) یعنی ہم میں سے نہیں ہے جو قرآن کریم کے ساتھ خوش الحانی نہ کرے۔ اسی مضمون کی اور کئی حدیثیں بھی بخاری و مسلم میں وارد ہیں اور لغنی سے مراد خوش آوازی اور تطبیب تزمین کے ساتھ پڑھنا ہے لغات میں ہے
 ان المراد الخصال الصوتية وتربيت وترقيقه وتخزينه بحيث يورث الخشية ويحفظهم ويزيد الخضور ويبعث الشوق ويرق القلب ويورث في السامعين عناية قوانين التجويد و مراعات النظر في الكلمات والحروف یعنی حدیث شریف میں لغنی سے مراد خواہ آوازی اور آواز کو پاکیزہ اور عزیز کرنا اور نرم و دروناک کرنا ایسا کہ دل میں خوف پیدا کرے اور سننے والوں کے

قلب اُس سے حاضر ہوں اور شوق برانگیز ہوں اور دل نرم ہوں مع رعایت قواعد تجوید کے اور کلمات حروف کی نظم کے داری نے روایت کی **حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيدُ الْقُرْآنَ حَسَنًا** اپنی آوازوں سے قرآن کا سنہار کرو کہ صوت حسن قرآن کا حسن دو بالا کرتی ہے اس مضمون کی اور کثیر احادیث ہیں جب خوش آوازی قرآن کریم کی تلاوت میں بھی خدا اور رسول کو پسند اور شریعت میں مطلوب و مستحب ہے تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں کیا قابل اعتراض ہو سکتی ہے اگر خوش آوازی بُری چیز ہوتی تو قرآن پاک کا اُس سے محفوظ رکھنا سب سے زیادہ ضروری تھا کیونکہ قرآن پاک کی تلاوت کے آداب تو ایسے ہیں کہ ہیں بہت گمبہات تک ممنوع ہو جاتے ہیں لہذا خوش الحانی کو مورد اعتراض قرار دینا جہالت ہے رہا آواز ملا نا اس کی مانعت شریعت مطہرہ میں وارد نہیں ہوئی تو کون اسے ممنوع کرے گا یہ تو ایسی بات ہوئی جیسے کوئی کہہ دے کہ وہابی مولوی صاحب علیک لگا کر وعظ کہتے ہیں یہ قرونِ ثلثہ میں کہیں ثابت نہیں لہذا بدعت ہے اور اُس وعظ کے سننے والے اور اُنہیں شریک ہونے والے بقول مولوی رشید احمد مستحق عذاب ہیں مگر اُس قائل سے کہا جائیگا کہ چشمہ لگانے کی کہیں مانعت وارد ہوئی ہو اور شریعت نے اس پر استحقاق عذاب کا حکم دیا ہو تو پیش کر وہی طرح آواز ملانے کو منع کرنے اور ناجائز بتانے والے سے دریافت کیا جائیگا کہ شریعت میں کہیں اس کی مانعت آئی ہو تو پیش کر جب وہ کہیں سے مانعت پیش نہ کر سکے تو یہ امر جائز مانا جائیگا حالانکہ وہ یہ ولہم نذ عنہ جائز ہوتا ہے علاوہ بریں آواز ملا کر نظمیں پڑھنا تو کچھ آج نہیں پیدا ہو گیا ہے زمانہ اقدس میں بھی تھا نبات انصاریہ کا باہم ملکر یہ گانا نحن جو اس بنی النجاس فیما بعد محمد من جاس حدیث میں مذکور ہے ایک اور حدیث جس میں لڑکیوں کے گانے کا ذکر ہے جس میں انہوں نے وفینا نبی یعلم ما فی غد گا یا تھا وہاں بچے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویت الایمان میں نقل کیا ہے علاوہ بریں غزوہ خندق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ صحابہ کرام کا باہم آوازیں ملا کر اشعار پڑھنا حدیث سے ثابت ہے اب آوازیں ملانے کو کون ناجائز کہہ سکتا ہے مگر وہابی سے تعجب نہیں کہ وہ حدیثوں کے مخرف ہو جائے اس لیے اسے اس کے گنگوہی پیشوا مولوی رشید احمد کا فتویٰ دیکھا و فتاویٰ رشیدیہ

جلد دوم صفحہ ۱۱۱ میں ہر مسئلہ باہم آوازیں ملا کر چند آدمیوں کو خدا کی یا حضرت کی شان میں غزلیں پڑھنا درست ہی یا منع ہے الجواب اس طریق سے مناجات یا مدح پڑھنا بشرطیکہ کوئی فتنہ کا خوف نہ ہو نہ قید کسی وقت خاص کی ہو نہ مضمون خلاف شرع ہو نہ کسی دوسرے کی نماز یا ذکر میں حرج ہو تا ہو۔ نہ پڑھنے والے کی نماز قضا ہو جائے یا جماعت بچا نیکا خوف ہو الغرض تمام مفاسد شرعیہ سے خالی ہو تو مباح ہے فقط۔

ابن مولوی رشید احمد کے فتوے سے بھی معلوم ہو گیا کہ آوازیں ملا کر اشعار پڑھنا جائز ہے۔

سوال میں کثرت روشنی کا ذکر کیا ہے روشنی کی کثرت بھی میلاد شریف یا اس کے سوا ذکر خدا و رسول کی اور کوئی محفل نا جائز نہیں ہو سکتی شریعت میں کہیں ایسا حکم نہیں ہے خود وہاں بیٹے جلسوں اور وعظوں میں بالعموم حاجت سے بہت زائد روشنی ہوتی ہے مگر اسکو کون ممنوع کہہ سکتا ہے۔ روشنی سے وہابی کیوں چڑتے ہیں نور تو ایمان والوں کو محبوب ہوتا ہے دیکھا و آخرت میں ان کو نصیب ہے۔ قبریں بھی مومن کی نورانی کی جائیں گی ظلمتی و اندھیری تو کفار ہیں جن کی قبریں بھی بے نور ہوں گی دونوں میں بھی کچھ لکے لئے تاریکی کے عذاب ہونگے قرآن پاک میں بھی نور کی تعریف آئی ہے ہل یستوی الظلمات والنور کفر کی تعبیریں بھی ظلمت سے ہوتی ہیں شرع مطہر نے ایمان کو نور سے تعبیر فرمایا ہے پھر اسراف ایک ایسا لفظ ہے جسے وہابی جوینہ غلط فہمی میں استعمال کرتے ہیں اور اس کے معنی بتایا کرتے ہیں ضرورت سے زیادہ۔ سوال میں سائل نے بھی یہ لفظ لکھ میں ضرورت سے زیادہ زینت کرتے ہیں جو اسراف میں داخل ہے اس لحاظ سے وہابی اپنے ہر عمل کے اعتبار سے اسراف میں غرق ہے۔ مسجدوں میں فرش کی اصلاح ضرورت نہیں بغیر فرش کے بھی نماز ہو سکتی ہے اور اس نماز میں کچھ بھی نقصان نہیں آتا تو عمدہ چٹائیاں سیٹل یا ٹاپیاں اور ٹارپٹ اور اس کے اوپر دریاں اور قالین کی جگہ نمازیں اسراف ہوئیں ایک باریک بینی کے ساتھ یہ تیل و لے چراغ کی دھیمی روشنی بھی کافی ہو سکتی ہے تو مساجد میں کبھی کی روشنیاں اور تقیوں کے تکلفات اسراف ہوئے اور خود مسجد کی عمارت پر خوشنما سترکاری بے ضرورت ہے اسی طرح اسکا سالانہ قلعی کرنا غیر ضروری ہے یہ بھی انی مذہب پر اسراف میں داخل ہے اسی طرح تعمیر میں

جو اہتمام کیے جاتے ہیں اور کثیر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے وہابی کے نزدیک یہ سب ناجائز اور اسراف میں داخل ہوگا اب مدرسہ کی طرف چلئے تو عمدہ چھاپے کی کتابیں خوش نما جلدیں نفیس اور قیمتی الماریاں خوبصورت کمرے اور دارالحدیث کی پر تکلف عمارتیں جس کے لئے اخباروں میں چھاپ چھاپ کر چندے حاصل کیے گئے ہوں عمدہ فرش اور تمام زیب زینت کے سامان سب وہابی اصول کی بنیاد اسراف میں داخل اور ناجائز جلسوں میں حاجت سے زائد عکاکو بلانا اور عکاکو بلانا تو بالکل حاجت سے زائد ہی ہے اسی طرح امتحان اور جلسے کے لئے زیب زینت کے اہتمام اور پر تکلف طعام وہابی کے طریقہ پر سب زائد از حاجت و داخل اسراف ہیں مدرسین کا بڑی بڑی تنخواہیں لینا نفیس غذائیں کھانا اچھی پوشاک پہنا یہ بھی سب وہابیوں کے طریقہ پر سب اسراف ہے کیونکہ بھوک کی ضرورت دال روٹی اور آب پالے ہوئے ذیلے سے بھی رفع ہو سکتی ہے تو لہذا اظہار و فواکہ سب اسراف و ناجائز ہوئے وہابی مولویوں سے یہ سب چھڑاؤ اور ان سے کہہ دو کہ پکاؤ فورے سے ہاتھ اٹھاؤ دال روٹی سے دل لگاؤ تو دس روپیہ ماہوار ہی بہت ہونگے مدرسہ پر بار کم پڑے لگا مسلمان رات دن کے چندے سے امن میں رہیں گے ایسے ہی وہابی مولویں کا لباس کیا ضرورت ہے کہ ڈیڑھ روپیہ گز کی چکن دو ڈھائی اور تین روپیہ گز کی سلک اور چار چھ آٹھ روپیہ گز کی سر ج پہنی جائے۔ ستر ڈھکنے کے لئے کھٹو اور گبرون بھی کافی ہے۔ سردی سے بچنے کے لئے دو روپیہ دالا کالا دیسی کبیل بھی بہت ہے زمین پر بیٹھتے اپنے ہاتھ سے دھوئے ہوئے کپڑے پہنے مٹینوں کی سلائی اور استری کی دھلائی وہابیہ کے طور پر نسب داخل اسراف ہے پھر ایسے اسراف کے حرام کپڑوں سے امامت کر کے مسلمانوں کی نمازین بگاڑنا لوگوں کی عبادتوں میں خلل ڈالنا وہابیوں کے سرو نہر گناہوں کے کتنے انبار ہیں ہابیوں کو چاہئے جھوٹریوں میں رہیں بچتے اور نفیس عمارتیں تعمیر نہ کریں یہ بھی اسراف ہے۔ پان کھانا اور چاد پینا یہ بھی داخل ضروریات نہیں ہر چیز جو ضرورت سے زیادہ ہو وہابی کے نزدیک اسراف ہے لہذا یہ بھی اسراف ہے یہ تو کھوڑی سی مثالیں ذکر کی گئیں غور سے دیکھئے تو وہابی پیدائش کی وقت سے قبر میں جائے تک اسراف میں ڈوبا رہا اور شیطان کا بھائی بنا رہا کیونکہ ان المبتدین کا تو انخوان الشیاطین قرآن شریف میں وارد ہے مگر وہابی صاحب پنوعیش و راحت

در لذت و آسائش کی کسی چیز کو بھی اسراف نہیں سمجھتا اگر اسراف کے وہی معنی ہوتے جو وہابی بیان کرتا ہے تو یہ تمام چیزیں اسراف میں داخل ہوتیں کیونکہ غیر ضروری چیز پر آپہوں نے اسراف کا حکم دیا ہے عمل انکشاف ہے کہ انکے دل میں ہی اسراف کے یہ معنی نہیں ہیں صرف محفل میلاد شریف اور امور خیر کی عداوت میں ان چیزوں کو اسراف بتایا ہے بد نصیبوں کو یہ نظر نہ آیا کہ کنگھی کرنا بالوں میں تیل ڈالنا عطر لگانا جمعہ کو پوشاک بدلنا حسب استطاعت بہتر لباس پہنا سکتے ہیں اگر ضرورت سے زیادہ چیز اسراف ہوتی تو یہ امور بہرگز سنت نہ ہوتے اسراف وہ ہے جو مقصد صحیح کے لئے خرچ کیا جائے یا محض بے فائدہ ہوا تو محفل میلاد میں بکثرت روشنی ہی کہاں ہوتی ہے بلکہ بعض جگہ تو حاجت سے بھی کم ہوتی ہے صرف مکان میں روشنی کر لی دروازہ کو چھ میں تھا اس میں روشنی نہ کی آئے جانے والے کو تکلیف ہوتی تو یہ روشنی قدر ضرورت ہی نہ ہوتی اسراف کیسا اور اگر شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شوکت و شکوہ کے اظہار کے واسطے روشنی زیادہ بھی کی جائے تو بھی یہ مقصد صحیح ہے سن ہے اس پر اجر و ثواب بلکہ عوام کی نظر میں حضور کا عزت و احترام اور زیادہ دلنشین ہوگا کفار پر پیشوائے اسلام کی شان و شوکت اور مسلمانوں کے اخلاص و نیاز مندی ظاہر ہوگی اس مقصد کے لئے اگر زائد روشنی بھی کی گئی تو اسراف میں کیسے داخل ہو جائے گی نہ دیکھا کہ مسجد کے نقش و نگار اگر مال وقف سے نہ ہوں تو جائز ہیں اگر اس میں اسراف ہوتا تو شریعت کیوں اجازت دیتی ہی زیب زینت کا حال ہے اور زیب زینت میں کیا چیز قابل اعتراض ہے تصویریں اور کھلو تو مجلس شریف میں ہوتے ہی نہیں ترمین ہوتی ہے تو ہار بھول سے اور خوشبو حضور پر نور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوب۔ حدیث شریف میں ہے **مُحِبِّبَ إِلَى ثَلَاثٍ أَلَطِيبُ الْحَدِيثِ** اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تین چیزیں میرے لئے پیاری کر دیں ان میں سے پہلی خوشبو ہے حضور کو تو پیاری ہے مگر دماغ و ہامیت بڑی شاق ہے یہ مزاج اعتدال سے منحرف ہو گئے ہیں اگر فیوض نبوت کے روائح طیبہ انکے منام آشا ہوتے تو مجلس شریف کی خوشبو میں ہار بھول بڑے نہ معلوم ہوتے اور کچھ مجلس شریف ہی پر موقوف نہیں یہاں شادی میں دو لہاؤں کو لوگ ہار بھول پہناتے ہیں بھولوں کا سہرہ باندھتے ہیں اس سے دو لہا ممتاز بھی ہوتا ہے کپڑے اور بدن خوشبو میں بس بھی جاتے ہیں روح کو راحت بھی ہوتی ہے طبیعت کو قوت بھی پہنچتی ہے فرحت باعث نشاط و انبساط ہوتی ہے خوشبو کی سنت بھی ادا ہوتی ہے مگر وہابی صبا

سہرہ کو بھی ناجائز بتاتے ہیں اور جو اعتدال سے بڑھ جاتے ہیں تو شرک ٹھہرتے ہیں یہی طرح قبروں پر بھول ڈالنا کہ ترچھول تسبیح کرتے ہیں اس سے میت کو اٹن ہوتا ہے فقہاء اُس کو جائز فرماتے ہیں عالمگیری میں ہے لا باس یوضیع الوُرد والیریا حین علی القبور اس کی اصل حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضور انور سید و سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو قبروں میں کھجور کی تر شاخیں جمائیں اور فرمایا اَللّٰهُ یُخَفِّفُ عَنْہُمَا مَا لَمْ یُکَبِّرْ اَمِید ہے کہ اللہ تعالیٰ انکے تر رہنے تک قبر والوں کے عذاب میں تخفیف فرمائے باوجود اس تمام کے وہابیہ کو قبروں پر بھول ڈالنے سے بھی انکار ہے مگر جو شخص حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر جمیل کی محفل کرتا ہے وہ ایسا سامان کیوں نہ کر ایگا جو حضور کو پسندیدہ ہے وہابی کے بگڑنے کی اس کو کیا پرواہ ہے لاکھ وہابی بگڑا کریں مگر وہ اپنی آقا گوراضی کرتا اور اُن کے ذکر پاک کی محفل میں خوشبو کا انتظام کرنا جو حضور کو پیاری ہے اپنی سعادت جانتا ہے۔ ایک شیرینی کا اعتراض بھی ہے کہ شیرینی کیوں تقسیم کی جاتی ہے۔ دنیا بھر کی محفلوں میں سب کچھ ہوا بیٹ ہوم اور پیٹ ہوم تک میں شرکت کر آئیں کسی سچے چودہ نہیں مگر محفل شریف کے لئے ہزاروں بہائے ہیں یہاں شیرینی کی تقسیم نہ ترش ہو جاتے ہیں اور تلخ پائیں کرتے ہیں آپ کو معلوم نہیں کہ حدیث شریف میں وارد ہوا الْمُؤْمِنُ حَلَوٌ وَیُحِبُّ الْحَلَوَّ مَوْمِنٌ خود شیریں ہے اور شیرینی کو پسند کرتا ہے آپ میں مومن کی یخصلت کیوں نہیں پائی جاتی آپ کیوں رو کھے پیچھے ہیں شیرینی تو مومنین کے لئے بہترین ہدیہ ہے آپ کو اُس کی تقسیم سے کیوں انکار ہے یا محض تقسیم ہی قابل اعتراض ہے اگر ایسا ہے تو کیوں کیا مسلمانوں کو ہدیے دینا مسنون نہیں کیا عبد صحابہ میں کبھی تقسیم نہیں ہوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ بقرہ فتح فرمائی تو اس کی خوشی میں اونٹ ذبح فرما کر کھانا پکوا کر صحابہ میں تقسیم کیا یہ تو فعل خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جتنے صحابہ اس مجلس میں شریک ہوئے اور انہوں نے جتنے لئے اُن سب کا اس تقسیم کے استحباب پر اتفاق ہوا عملاً ثابت ہے مگر وہابی کو نہ حدیث سے اطمینان ہوتا ہے نہ قرآن پاک سے وہ اپنے گرو گھنڈالوں کی لکیر کا فقیر ہے مجلس شریف کی مخالفت دل میں بس گئی تو احادیث و قرآن کی صریح دلیلوں اور ظاہر دلائلوں سے بھی اس کے دل بیمار کو شفا حاصل نہیں ہوتی بس یہی حیلہ حوالے کئے جو محفل میلاد شریف کے ناجائز کرانے کے لئے وہابیوں کی جھولی میں بڑے کتے اور بکرا لٹکتے

پامال کر دیئے گئے اب ایک بات صرف اور باقی رہ گئی ہے کہ میلاد مبارک میں لوگ یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے ہیں اول تو یہ بات غلط ہے میلاد شریف کرنے والا ذکر مبارک کی برکت کی نیت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر مبارک سے سننے والوں کی محبت حضور کے ساتھ زیادہ ہوگی نور ایمان کی جلا برہنہ کی اتباع سنت کا شوق پیدا ہوگا گھر میں برکت رہے گی اس اعتقاد سے یہ میلاد شریف پڑھوایا جاتا ہے نہ قیام کی توجہ ہوتی ہے کہ حضور اس مجلس خاص میں بنفس نفیس جلوہ افروز ہوئے ہوں عوام بچا کر ایسا خیال کیا کرتے کوئی ولی کامل جسے حضور کی شرف حاصل ہو ایسا خیال کرے تو کر سکتا ہے عام میلاد شریف پڑھنے اور پڑھانے والوں پر اس اعتقاد کا الزام افتراء ہے مگر وہابی یہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ اس اعتقاد سے محفل شریف ناجائز ہو گئی اگر کوئی یہ خیال بھی کرے کہ شہنشاہ گداہر و کسی نیاز مند خالص العقیدت پر کرم فرمائیں تو کچھ بعید نہیں اس خیال سے امیدوار تشریف آوری ہو تو اس امید سے مجلس شریف کیوں ناجائز ہو جائے گی اور یہ امید کیا وہابیہ کے نزدیک باطل اور گناہ ہے ایسا ہو تو اس کا ثبوت پیش کرنا چاہیے حضور پیر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ ببارک وسلم حیات ہیں اور انکی حیات اولہ شریعہ سے ثابت ہے امام جلال الدین سیوطی وغیرہ اکابر دین نے حضور کے اثبات حیات میں نقل تصنیفات فرمائیں حضور کا مرتبہ تو بہت بلند وبالا اور مقام نہایت اعلیٰ ہے حضور کے حلقہ بگوشہ شہدائے کئے قرآن کریم سے حیات ثابت ہے اور آپ کو فرشتہ کہنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ حدیث شریف میں انکے حق میں ارشاد ہوا ہے تَسْبِرُونَ حَيْثُ تَشَاءُونَ کہ وہ جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں جب شہد اکایہ حال ہے تو انبیاء بلکہ سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ ببارک وسلم سے تشریف آوری کی توقع کس طرح خلاف شرع ہو سکتی ہے وہابیہ کہا کرتے ہیں کہ ایک آن واحد میں ہزار ہا محافل میلاد ہوتی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیک وقت سب جگہ تشریف فرما ہونا کس طرح ممکن ہے یہ ایسی بات ہے کہ خود ہی اپنی طرف سے پیدا کی اور آپ ہی اس پر اعتراض کر لیا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں کہ ایمان محافل میلاد مبارک قیام اس نظر سے کرتے ہیں کہ حضور سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اپنا ذکر ولادت قیام کے ساتھ فرمایا تو اس میں حضور کا اتباع ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شاندار مسئلہ سننے کے لئے قیام فرمایا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے تو اس قیام میں ایک جلیل القدر صحابی کا اتباع بھی ہے اور تعظیم ذکر بھی ہے اظہار سیر و کھبی ہو اور خود حضور انور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت نزول سورہ الحی امر اللہ کے ہی قیام فرمایا اور اس میں حضور کی تعظیم اور حضور کی عظمت شان کا اظہار بھی ہے۔ ان مقاصد کو مد نظر رکھ کر اہل سنت قیام کرتے ہیں یہاں یہ محفل کے وہم میں بھی نہیں ہوتا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہونگے اگر یہ خیال آئے تو کسی ولی کو آسکتا ہے جس پر سرکار و تہذیب کا کرم خاص ہو تو ایسی مخصوص محافل ہر وقت ہر جگہ ہوتی نہیں رہتی سوال تو ہمیں سے آگیا کہ مضمون تراشیدہ وہابی مطابق واقعہ نہ تھا تو اعتراض اس پر کیسے چسپاں ہو لیکن جو مضمون اس نے فرض کیا کہ اس پر بھی انکار کے لئے اس کے پاس کوئی سند نہیں اگر فرض کیا جائے ایک آن واحد میں مختلف مقامات پر کروڑوں مجلسیں ہوتی ہیں تو کیا وہابی کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید ہے کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب میں جلوہ افروز فرماوے۔ ایک آفتاب کتنے بڑے خطہ زمین کو روشن کرتا ہے لیکن جس طرح شاہی ایوان میں معلوم ہوتا ہے کہ یہیں ہے اسی طرح ایک غریب کے جھو پڑے میں بھی اسی وقت اور اسی آن میں جلوہ گر ہوتا ہو اور ایک شہر میں ہزار ہا مکان ہوں تو ہر مکان والا اپنے گھر میں اس کو جلوہ گردیکہ لیتا ہے شہر کے باہر مضامین میں بھی یہی حال ہوتا ہے بلکہ صد ہا میل کے فاصلہ والے بھی اس کو اپنی گھڑیوں پالیتے ہیں تو جو قدیر برحق آفتاب کی جلوہ گردی سے ایک عالم کو نوازتا ہے اور ایک آن واحد میں بے شمار بقاع ارض کو اس کے جلوہ سے بہرہ ور فرماتا ہے اس کی قدرت و حکمت سے کیا بعید ہے کہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال سے بیک وقت ہزاروں آرزو مند ان اخلاص کیش کے گھر روکش جنت بنادے اس پر کون استحالة شرعی یا عقلی قائم ہے جس سے وہابی تمسک کر سکے اور یہ شبہ اس کو محض حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہی میں پیش آتا ہے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ ایک ایک لمحہ میں عالم کے اندر کتنی موتیں واقع ہو جاتی ہیں اور ان میں کیسے کیسے بعید فاصلاں ہوتے ہیں لیکن

ایک لمحہ میں جتنوں کی موت مقدر ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام سبکی روح اسی لمحہ اور اسی آن میں
 قبض فرماتے ہیں اصلاً تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی خواہ ایک مغرب میں ہو اور ایک مشرق میں ایک
 شمال میں اور ایک جنوب میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر اور ایک دریا میں یہ کہی وہابی کو محال معلوم ہوا۔
 ایک ساعت میں جہان کے کتنے لوگ مختلف بلاد و امصار میں دور و دراز کے فاصلوں پر دفن ہوتے ہیں ایک ہی
 وقت میں نیکرین سب جگہ سوال کے لئے پہنچتے ہیں اس سے کہی وہابیہ نے سبق نہ لیا مگر بات یہ ہے کہ
 بیٹے او بان تیرہ باطن انبیاء علیہ السلام کی پاک اور مقدس ہستیوں کو اپنی ہستی پر قیاس کرتے ہیں۔ وہابی
 بتاتے ہیں اپنی مثل بشر کہتے ہیں جیسا کہ پہلے کفار کہا کرتے تھے قَالَ الْمَلَائِكَةُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ
 مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ لَا يَحِقُّ اس اعتقاد فاسد کا یہ ثمرہ ہے کہ اس حیات دنیویہ میں جب اپنے آپ کو
 دیکھتے ہیں کہ ایک وقت میں دو جگہ نہیں پہنچ سکتے تو مقبولان حق کو بھی اپنے ہی آپ پر قیاس کر لیتے
 ہیں یہ نہیں جانتے کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 فرمایا ایک مٹی کی تم میں کون میری مثل ہو یعنی کوئی بھی نہیں شان عالی میں تو بکثرت وہ اوصاف
 پائے جاتے ہیں جن سے عقل کو حیرانی ہوتی ہے۔ معراج ہی کتنی عجیب بات ہے بہت ہی قلیل
 عرصہ میں بیت المقدس میں اور وہاں سے سموات کے منازل بعیدہ طے فرمانا جنت و نار کی
 سیر کرنا انبیاء سے انکے مقامات میں ملاقات فرمانا بارگاہ الہی میں راز و اسرار کے کلام ہوتا
 امت کے لئے شفاعت فرمانا ان میں سے کونسی بات وہابی کی عقل میں آتی ہے کونسی محال نہیں
 معلوم ہوتی انگشت مبارک سے چشمے جاری ہونا اشارے پر چاند کا حرکتیں کرنا اور دو ٹکڑے ہو جانا
 جسم اقدس کا سایہ نہونا ہزار ہا ایسی باتیں ہیں جو وہابی کو ناممکن معلوم ہوں گی کہاں کہاں وہ ذات
 اقدس کو اپنے اوپر قیاس کر لیا بھائی بننے کا سودا سر سے نکلے تو حقیقت جلوہ گر ہو اس کو تو یہی ناممکن
 معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محافل میلاد مبارک میں چند جگہ ایک وقت میں کئی
 جلوہ افروز ہونگے مگر اہل نظر سے ہو چکے وہ کیا فرماتے ہیں حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ہمیشہ
 درجہ عظیم مومنان و قرقہ الصالحین عابدان است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و
 ذکر و وجود نورانیت و انکشاف و دریں محفل بیشتر و قوی تر است و بعضے از عرفا گفتند کہ اس خطاب

بہت سرباں حقیقت محمدیہ است در ذرات موجودات و افراد مکانات پس آنحضرت در ذوات مصلیان
موجود و حاضرست پس مصلی باید کہ ازین معنی نگاہ باشد و ازین شہود غافل نہ بود تا بانوار قرب اسرار
معرفت متنور و فائز نہ گردد۔ وہابی کو تو محافل میلاد شریف ہی کی تشریف آوری محال معلوم ہوتی تھی
مگر محدثین و عرفایہ فرماتے ہیں کہ آپ ہمیشہ مومنین کے پیش نظر اور ان کی آنکھ کا نور ہیں ہر وقت انہیں
مشاہدہ جمال میسر ہے اور حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں جلوہ فرما ہے اور نازیوں کی
ذاتوں میں حاضر و موجود ہے۔ اب میاں وہابی صاحب سوچیں کہ بیک وقت تمام دنیا میں شہر شہر
اور گانوں گانوں بحر و بر میں کہاں کہاں نمازی ہوتے ہیں سب جگہ نازیوں کی ذات میں جلوہ افروز
ہونا اگر ان کی سمجھ میں نہ آئے تو اس سمجھ پر ماتم کریں حضور کا مرتبہ تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے حضور
کے ادنی غلام پشان رکھتے ہیں۔ شرح فقہ اکبر میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا
روی عن ابراہیم ابن ادھم را وہ بالبصرۃ یوم الترویۃ وری فی ذلک الیوم فی مکۃ
روایت کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم ابن ادھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنکھوں ذالچہ کو لوگوں نے بصرہ میں دیکھا
اور اسی روز آپ مکہ مکرمہ میں بھی دیکھے گئے ایسا تو اولیات امت محمدیہ سے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
یکثرت ثابت ہے حضرت شاہ میران سید بھیک رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں منقول ہے کہ آپ ایک
درخت کے سایہ میں قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے ایک برہمن آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور
عرض کرنے لگا کہ ہندوؤں کے پیشوا رام سے ثابت ہے کہ وہ ایک شب میں چالیس بیویوں کے
پاس تمام شب رہتا تھا کیا آپ کے پیغمبر علیہ السلام سے ایسا کمال ثابت ہے حضرت میران کی
حمیت کب گوارا کرتی تھی کہ وہ حضور سے رام کا مقابلہ کرتے آپ نے فرمایا آقا کا کیا پوچھنا
ہے غلام کو دیکھ اوپر نظر اٹھا اوپر جو نظر اٹھائی دیکھا کہ درخت کے ہر پتہ پر میران مستشاہ
بھیک رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور قرآن کریم رحل پر سامنے کھلا رکھا ہے تلاوت
فرما رہے ہیں یہ دیکھ کر وہ برہمن تو مسلمان ہو گیا مگر کوئی سخت دل وہابی ہوتا تو یہ دیکھ کر بھی انکا
ہی کہے جاتا۔ ایسے تاریک باطن کا علاج یہ ہے کہ اسے وہابیوں کی کتاب المفید علی المہند
دکھاویہ وہ کتاب ہے جو وہابیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنے پیشواؤں کے کفر پر پردہ ڈالنے کے
لئے جمع کی ہے مولوی خلیل احمد ایٹھی نے ایک فتویٰ ترتیب دیکر عرب کے علما کے سامنے پیش کیا

اور اس میں یہ لکھا جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین و ایمان ہے سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں تو اس پر بھی لکھ کر ہمارے عزیزین کر دیجئے اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتائیے ہم انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر ہمیں آپ کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہو گا تو دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے۔

اس کا جواب ایک مالکی مدنی عالم کا قابل ملاحظہ ہے ان عالم صاحب کی نسبت وہابیہ نے اسی کتاب المفند کے صفحہ ۶۱ میں لکھا ہے تحریر فرمایا حضرت شیخ علما کرام اور سند اصفیاء عظام روش سنت کے زندہ کرنے والے اور وفات ملت کے بازو سرداران با عظمت کے مقتدار اور جلالت آب صاحبان فضل کے پیشوا جناب شیخ احمد ابن محمد خیر شفیق مالکی مدنی نے سدا لیکھ میضان کے سمندر جاری رہیں اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہابیہ کے دل میں انکا کتنا احترام ہے اور وہ انھیں سنت کے زندہ کرنے والے بتاتے ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں اور بایسویں سوال کا یہ مسئلہ کہ جو شخص معتقد ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے عالم ارواح سے دنیا میں تشریف لائیکا الہین کہی خواص ہیں سے کسی بزرگ کے لئے کسی خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے تشریف لائے میں تو کچھ تصاد نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا برسر غلطی بھی نہ سمجھا جائیگا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں المفند ص ۶۱ یہ تو ان معنی کی تحریر ہے جن سے وہابیہ نے استفاد کیا اور انھیں سنت کا زندہ کرنے والا بتایا اور مولوی خلیل احمد صاحب نے اسکا اتباع کرنے کا اقرار کیا اور اگر کوئی شبہ رہ جائے تو دوبارہ صاف کر نیک ذکر کیا مگر جب تک اس پر کوئی شبہ بھی پیش نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون تمام وہابیہ کو تسلیم ہے اور اس میں انھیں کوئی شبہ بھی نہیں ہے خود انہوں نے اپنی کتاب میں چھاپا بھی ہے اب وہابیوں کو روح مبارک کی تشریف آوری میں کیا عذر باقی رہ سکتا ہے خود انکی پارٹی تسلیم کر گئی۔ یہ تو خود انکا عقیدہ ہوا اس لئے مولوی رشید احمد اس کے جواب میں کان دبا گئے اور انہوں نے انکار نہ لکھا۔ وہابیوں کو کچھ تو مشراؤ کہاں تک بیجا ضد کر سکے۔

سائل نے دو ایک شعر بھی لکھی ہیں اور یہ بتایا ہے کہ اس قسم کے شعر میلاد شریف میں پڑھے جاتے ہیں اول تو جواز محفل مبارک میں یہ کچھ ذخیل نہیں اس لیے کہ کوئی خاص شعر محفل مبارک کا جزو لا ینفک نہیں ہے نعت شریف ہونا چاہیے جو مطابق شرع ہو اگر کوئی شخص غلط مضمون کا شعر پڑھ دے تو اس شعر کو روکا جائیگا نہ کہ مجلس کو منع کر دیا جائے اگر نماز میں کوئی شخص غلطی کرے تو اس کو اس غلطی سے باز رہنے کی ہدایت کی جائے گی نہ کہ نماز چھوڑ دینے کی۔ وہابیہ کی عقل بھی نصرت ہو گئی مگر ان سے کہو ذرا گریبان میں تمھو ڈالکر دیکھئے مولود شریف کی محافل میں تو ناجائز مضمون کے اشعار جو کچھ کہنے سے بھی نہیں گے الا نادہ کسی مجلس میں کہ بیت ہی ناواقف شخص پڑھ دے تو ممکن ہے مگر دوسری طرف آپ نے علماء کی تو خبر لیجئے جن کے وعظ ہزلیات سے خالی نہیں ہوتے تمھر کی ایک باتیں دلیل قصص نفس نکلیں یہ سب کچھ ہوتا ہے مگر آج تک آپ نے وعظ کے ناجائز مضمون کا فتویٰ نہیں دیا چھوٹوں کا تو ذکر ہی کیا ہے مولوی اشرف علی صاحب کے وعظ اٹھا کر دیکھئے لنگوٹیا یاروں کے قصے کہو تر بازوں کے قصے مسخرے پن کی باتیں اور صد ہا خرافاتیں بھری ہوئی ہیں اس سے وعظ ناجائز نہیں ہو جاتا اور ستم یہ ہے کہ ساری جماعت میں کوئی ان خرافات کو بھی منع نہیں کرتا۔ پھر جو اشعار قابلِ اعتراض لکھو ہیں ان میں ایک شعر تو یہ ہے ۵

اللہ کے بلہ میں وحدت کے سو کیا ہے جو کچھ مجھے لینا ہے لے لوں گا مگر سے

یہ شعر کسی سنی کا تو معلوم ہوتا نہیں نہ میلاد خواں کو پڑھتے سنا گیا ہے کوئی وہابی میلاد خواں پڑھتا ہو تو عجب نہیں کیونکہ بہت سے وہابی بھی میلاد خواں کرتے ہیں اور غالباً انکا مطلب ہی ہوتا ہے کہ وہ محافل میلاد کو بدنام کریں اس لیے کوئی وہابی اس قسم کا شعر پڑھ دیتا ہو تو تعجب نہیں بل سنت کے دیوان کے دیوان نعت شریف میں ہیں مگر اس قسم کا مضمون کسی کے ذہن میں نہیں آتا۔ بہر حال کوئی بھی پڑھتا ہو اس شعر کا پڑھنا جائز نہیں اس شاعر کو اور اس کا یہ شعر پڑھنے والے کو اس شعر سے توبہ لازم ہے محفل شریف میں کیا کہیں بھی یہ شعر نہ پڑھنا چاہیے نہ دیوان میں لکھنا چاہیے نہ چھاپنا چاہیے لیکن اس وہم سے کہ کسی محفل میں کہیں یہ شعر پڑھ دیا گیا ہو تو تمام محافل کا ناجائز کر دینا حق نہیں تو کیا ہے۔ دوسرا ایک مصرعہ اور اسی مقصد کے لئے لکھا ہے کہ اس ذریعہ سے محفل مبارک کو ناجائز کر دیا جائے وہ مصرعہ یہ ہے ع چون نگویم بخدا احمد بے پیہم ترا

اسکا پہلا مصرعہ معلوم نہیں کہ کیا ہے اور کیوں اسل نے چھپایا اسنے مصرعہ میں کوئی اعتراض نہیں۔
اسکے معنی یہ ہیں کہ میں آپکو احمد بے نیم یعنی احد کیوں نہ کہوں احد کہتے ہیں بیکٹا کو بیکٹا کہنا حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خلاف شرع نہیں اللہ تعالیٰ نے آپکو بیکٹا بنایا ہی ہے خود حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک مصلی اسکے ہی معنی ہیں کہ کوئی میرا مثل نہیں میں
بیکٹا ہوں بیشک وہ اپنے صفات میں بیکٹا ہیں اول مخلوق ہیں اول انبیاء ہیں خاتم النبیین ہیں اول
شافع ہیں اول مشفع ہیں صاحب مقام محمود ہیں امام الانبیاء ہیں انہی صفات کمالیہ میں اپنا جہتا نہیں رکھتے
امام ابو صیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا منزه عن شریک فی محاسنہ تجوہرا الحسن فیہ غیر منقسم
آپ اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں آپ کے حسن کا جوہر فرد غیر منقسم ہے اسکے معنی بھی وہی بیکٹائی
ہے یہ مضمون تو بالکل بجا ہے مگر وہابی کو ضرور کوڑا معلوم ہونا چاہیے جو اس بیکٹائے عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کی اپنی مثل بشر ٹھہراتا ہے اور بڑا بھائی بتاتا ہے حضور کا ہم استاد بنتا ہے وحی باطنی کا اودھار تاج
وہ بیکٹا کیوں مانگا اور جہاں بیکٹائی کا بیان ہوگا وہ اسکو کیوں ناگوار نہ کرے گا مگر یہ اسکی بد فہمی ہے
کفار بھی انبیاء کو اپنی مثل بشری جانتے تھے یہی وہابی نے بھی سمجھا تو اسے اپنی ایمان کی حقیقت کو دیکھ لے
یہودی بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کو چھپاتے تھے یہ بھی حضور کے بیان اوصاف کے
چرٹے ہیں اور محفل میلاد کے منع کرنے کی بھی علت یہی ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے اوصاف کا بیان ہوتا ہے اور حضور کی بیکٹائی کا نقشہ دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔
وہابی قلب اس کو کب گوارا کریں گے بطرح آشوب چشم والے کو آفتاب کی نورانی طلعت ناگوار ہوتی
ہے اسی طرح وہابی کو سیدنا بنیائے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان و عظمت سے موت آتی ہے۔
اس مصرعہ پر تو اعتراض کیا جسکا مضمون بالکل حق تھا مولوی محمد امجد الحسن کا مرتبہ نہ دیکھا جس میں مولوی
رشید احمد کی تعریف میں حد سے تجاوز کیا گیا ہے ایک شعر اسکا یہ ہے

زباں پر اہل اہل کی ہر کیوں اعلیٰ ہبل شاید اکٹھا عالم سے کوئی بانیاں اسلام کا ثانی

اسلام دین الہی ہے بانئے اسلام اللہ عزوجل ہے تبارک و تعالیٰ۔ مولوی رشید احمد کو اللہ کا
ثانی بتا دیا خدا کی بیکٹائی بھی قائم نہ رکھی جو خدا کو بھی بیکٹا نہ جانیں وہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے
بیکٹا مانیں لحد شدہ خوب واضح ہو گیا اور مخالف کو جائے چون و چرا باقی نہ رہی میں اس تحریر کو

ارشاد الانام الخ لعل المؤمن والقیام کے نام سے موسوم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اپنے بندوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے وصلى الله تعالى على خير خلقه وسيد رسله وخاتم انبيائه محمد وآله اجمعين

عرس کا حکم

استفتاء از سونا تہ بھجن قاسم پورہ علی اعظم گڑھ۔ مسئلہ مولانا مولوی ابوالجہاد احمد علی صاحب زید لطفہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبروں پر عرس کرنا جائز ہے یا نہیں جواب بسند کتابیہ کہ لغتہ عرس کے کیا معنی ہیں یہ عبارات عربیہ یا فارسیہ و ترجمہ مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں فقط

الجواب

محمد بن و نصلى على رسولہ الکریم۔ بزرگان دین کے مزارات پر انکی وفات کے دن جو لوگ زیارت و ایصال ثوابے حصول برکات کے لئے سالانہ حاضر ہوتے ہیں اس کو عرس کہتے ہیں۔ غیاث اللغات میں ہے مجازاً بمعنی مجلس طعام فاتحہ بزرگان کہ بروز وفات بعد از سالے کنند چرا کہ رحلت از غمگدہ دنیا بمنزلہ شادی عروسی است بحق عاشقان حق چنانکہ سعدی فرماید عروسی بود نوبتے ماتمت اگر نیک روزی بود خاتمت

لفظ عرس اس معنی کے لئے حدیث شریف سے ماخوذ ہے کہ نکیر بن قبر میں جواب ثانی کے بعد بندہ مرحوم سے کہتے ہیں نفر کثرت العی و سل للذی لا یوقظہ الا احب اہله الی آخرہ روئے الترمذی یعنی سو جا مثل سوئے عروس کے جس کو اسکے اہل میں سے سب سے پیار کے سو اکوئی زوجہ فی الواقع جب منزل اول کی امتحان گاہ صدق و اخلاص میں بندہ کامیاب ہوا اور رحمت و کریم سے نوازا گیا تو وہ دن اس کے یوم دنیا کے تمام ایام سے زیادہ شادی و خوشی کا دن ہے اور حقیقت میں وہ آج ہی دوبارہ بنا ہے کہ ملائکہ رحمت اس کی ناز برداری کرتے ہیں اور جنتی سامانوں سے اسکی قبر کو روضہ بہار بنا کر اس سے آرام کی نیند سونے کی درخواست کرتے ہیں جسکا بیان حدیث شریف میں ان الفاظ کے ساتھ وارد ہے ان صدق عبدک فافرشوه من الجنة

اور کوئی مدعی اسلام ایسا نہیں ہے جسکے کثیر معمولات اس صل کی شہادت نہ دیتے ہوں جب یہ اصلیت
وحدیث و فقہ سے ثابت ہو گئی تو عاقل کے لئے یہ جان لینا کافی ہے کہ عرس پر ممانعت کا وارد ہونا
اس کے جواز کی مضبوط دلیل ہے منکرین عرس کو کچھ بھی جائے چون و چرا نہیں ہے جب تک کہ وہ
ممانعت عرس کو کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ کریں اور ممانعت پر اصلاً کوئی دلیل نہیں تو جواز یقینی ہوگا
یہ تو اہل تقدیر پر ہے جبکہ فرض کر لیا جائے کہ عرس کا کوئی ثبوت موجود نہیں اور اتنا تو ہر شخص جانتا
ہے کہ علما صلحا مشائخ کے یہاں مدتہائے دراز سے ہر ملکات میں عرس معمول ہے مسلمان اس میں
عام طور پر شرکت کرتے ہیں اور اسکو موجب خیر و برکت جانتے ہیں سختی میں تو کافی ہیں تو کافی اہل اسلام کا
عمل اور صالحین کا تعامل کسی چیز کے استحباب کے لئے خود ایک دلیل ہے حدیث شریف میں وارد ہوا
ما رى الا المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن جو اہل مسلمانوں کے نزدیک بہتر ہوا اللہ تعالیٰ کے
نزدیک بھی بہتر ہے اگر منکرین کو عرس کی کوئی دلیل معلوم نہ تھی تو انھیں اتنا ہی بھڑکنا اسحاق کا قائل ہو جانا
پاٹے تھا۔ اب میں آپکو عرس کے ثبوت دکھاؤں۔ غور کیجئے کہ عرس میں زیارت قبور ہوتی ہے
تلاوت قرآن پاک ہوتی ہے ذکر خیر اور ایصال ثواب ہوتا ہے یہ سب چیزیں احادیث سے ثابت
ہیں۔ زیارت قبور کے لئے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم نے ارشاد
فرمایا کُنْتُ فَمِنْكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَرُوحَا لَيْسَ فِيهَا لَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ پہلے زیارت قبور سے منع
کیا تھا پس اب انکی زیارت کیا کرنا اور بہت حدیثیں زیارت قبور کی ترغیب میں وارد ہوئی ہیں اسی
طرح تلاوت قرآن پاک اور ایصال ثواب سب امور خیر ہیں اور شرع میں انکے ثبوت اس کثرت سے
موجود ہیں کہ جبکا انکار کمال جھٹ دہری اور انتہائی نفاقانیت ہے۔ رہی یہ بات کہ عرس کی ہیئت کدائی
کہاں تھی یہ سوال خود لایعنی اور ناقابل التفات ہے کیونکہ کسی چیز کے جائز یا مستحب ہونے کے لئے
اسکی اصل کا ثابت ہونا کافی ہوتا ہے ورنہ تمام مدارس بدعت و گناہ ہو جائیں اور ان میں چندے دینا
انکی تائید کرنا احانت علی العصیت ہو کیونکہ مدرسہ کی یہ ہیئت کدائی زمانہ اقدس میں نہیں پائی گئی طلباء
کی جماعتیں کی جماعتیں صف بندیوں کے ساتھ کب مرتب تھیں امتحانوں کی یہ شان کب تھی لیکن اگر
آپ اپنے اس فعل کو بے اصل نہیں مانتے ہیں اور ہیئت کدائی اس کو ثابت الاصل ہونے سے خارج
نہیں کر سکتی ہے تو عرس کو بھی غیر ثابت الاصل نہیں کہا جاسکتا خاص کر ایسی حالت میں جبکہ وہ احادیث

ثابت ہو گیا کہ تفسیر و تشریح میں مروی ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کے
 مزاروں پر سال کی پہلی تاریخ تشریف لے جایا کرتے تھے اس حدیث کو شاہ عبدالعزیز صاحب
 محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ صفحہ ۴۰ میں ذکر فرمایا اب رہا یہ عذر کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم اگر تشریف لجاتے ہونگے تو دو ایک خادم ہمراہ ہوتے ہونگے اجتماع کثیر کہاں سے ثابت
 یہ نہایت ہی رکیک اور بہت ہی کمزور بات ہے کیونکہ اول تو یہ قیاس کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت میں اس موقع پر صرف دو ایک صاحب ہی ہوتے ہونگے بے اصل اور بے دلیل ہے
 اس کے لئے کوئی نقل درکار ہے علاوہ بریں فرض کیجئے تو دو ایک خادم بھی ہمراہ نہ ہوتے ہوں تو بھی
 کیا حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخ معین پر تشریف لے جانا مسلمانوں کے لئے اس عمل کو
 سنت نہ کر لیا اور جب اتباع حضور صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ معین پر اہل اللہ کے مزارات پر
 جانا سنت ثابت ہوا تو کون امتی ہے جس کو کوئی شخص بھی اس سنت کی ادا سے روک سکے تو اگر
 کسی مزار پر اتباع سنت کی نیت سے بکثرت جانے والے جائیں تو ان میں ہر ایک سنت کا عا ہوجا
 اور ان کے بیک وقت مجتمع ہو جانے سے وہ سنت اکٹھا نہ جائے گی اس لئے اس اجتماع کو عدم
 جواز کی دلیل بنانا غلط و باطل ہے اور اس میں اپنی رائے سے سنت کی تقلید لازم آتی ہے۔
 حقیقت عرس اسی قدر ہے جو بحمد اللہ احادیث سے ثابت ہے جب بقصد زیارت و اتباع
 سنت بکثرت مسلمان کسی مزار پر پہنچے اور وہاں اجتماع مومنین حاصل ہو گیا تو اب وعظ و ذکر تلاوت
 قرآن صدقہ بہترین مشاغل میں سے ہیں یہی کام عرس میں ہوتے ہیں۔ علما صلحا اولیاء اہل
 ہر طبقہ کے لوگ اس ادائے سنت کے لئے آتے ہیں ان حضرات کی زیارتیں انکی ملاقات ان کا
 فیض صحبت یہ ایک اور نعمت ہے جس سے مومن دنیوی و اخروی منافع حاصل کرتا ہے جب اس
 مبارک مقصد کی بدولت اجتماع ہو تو اس کے فرش و غیرہ کے انتظام زائرین کی آسائش کے لئے
 ضروری ہوتے ہیں اور حدیث شریف میں وارد ہوا کہ بندگان خدا کے آرام کے لئے رستہ
 کاٹتے وغیرہ کسی ایذا دینے والی چیز کا ہٹا دینا بھی ثواب اور ایمان کی نشانی ہے قال النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم الايمان بضع وسبعون مشقة افضلها الا الله وادناها
 اماطة الاذى عن الطريق جب راہ گزر سے کانٹا پتھر کھو کر لگنے والی چیز ہٹا بھی ثواب اور

ایمان کی نشانی ہو اس لیے کہ اس سے بندگان خدا کو ایک طرح کا آرام پہنچتا ہے تو اداۓ سنت کے لیے سفر کرنا والوں کے واسطے روشنی فرسٹ لنگر یعنی کھانیکہ انتظام کرنا بطریق اولیٰ موجب برکت و ثواب ہوگا۔ اب ثابت ہو گیا کہ عرس شرع سے ثابت اور رسول کریم علیہ السلام کی سنت سے اس کی مخالفت میں تشدد نہ کرنا چاہیے کہ اس سے مخالفت سنت کی لازم آئے گی واللہ تعالیٰ اعلم و علما احکم عتبقا العبد الحقیر آل حسن متعلم مدرسہ عالیہ اہل سنت و جماعت مراد آباد

گیارہویں شریف کی دھوم و دھما

اگرچہ وہابیہ نے سال بھر سے زیادہ امور خیر کو روکنے کے لیے اپنی تمام طاقتیں صرف کر دی تھیں لیکن ماہِ فاجر ربیع الآخر کے ہلال نے انکی تمام تاریک و ہمار منور کر دی محافل گیارہویں شریف کی وہ کثرت رہی وہ دھوم رہی وہ چہر چارہا کہ وہابیوں کی عقلیں حیران رہ گئیں بڑے بڑے حوصلہ سے مسلمانوں نے گیارہویں شریف کی ہر گلی کوچہ میں گیارہویں شریف کا غلغلہ بلند تھا گھر گھر گیارہویں شریف کے اہتمام تھے۔ سال گذشتہ سے اس سال گیارہویں شریف چونکہ ہونی معلوم ہوا کہ وہابیہ کی لغو باتوں سے مسلمانوں نے کچھ بھی اثر نہ لیا اور انکے قلوب میں اہل باطل کی تقریریں کچھ اثر نہ کر سکیں جس طرح حس و خاشاک گل سر کر نو ہالان چمن کے لیے کھا دینا ہے اور اس سے انکی لغو و غما اور زیادہ ہو جاتی ہے اسی طرح وہابیہ کی تقریروں کا حس و خاشاک سنیوں کے کشتِ عمل کے لیے کھا د کا کام دے گیا اور جتنا انہوں نے مخالفت میں مبالغہ کیا تھا اتنی ہی گیارہویں شریف کثرت سے ہوئی۔

گیارہویں شریف فاتحہ ہے مقبولانِ بارگاہ کے ایصالِ ثواب کے لیے اس میں مسلمانوں کو کھانے کھلائے جاتے ہیں اور مقبولینِ بارگاہ الہی کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے معلوم نہیں وہابیہ اس کے کیوں مخالف ہیں اور اس سے انھیں کیا ضرر پہنچتا ہے بجز اس بات کے کہ جب کثرت کو ایصالِ ثواب میں روپیہ خرچ کرنے لگے تو باروں کے چندہ میں ضرور خلل آجائے گا بس یہ چیز ہے جس کے لیے ہزاروں حیلے بہانے ہیں ورنہ نہ شرع میں اسکی کہیں مخالفت وارد نہ اس عمل میں کوئی امر خلاف شرع داخل لہذا اسکا انکار جہل و عناد اور نفاقیت کے سوا کچھ نہیں شرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہو

حلال اور طیب مال کا کھانا پکا کر غریبوں فقیروں اور عام مسلمانوں اور نیک لوگوں کو کھلایا جاتا ہے حدیث شریف میں تو مومن کی علامت فرمائی اطعام الطعام وہابی صاحب کو اس میں کوئی چیز قابل اعتراض نظر آئی مگر بات وہی ہے کہ چندہ کے نقصان کا اندیشہ اٹھنے لے کر تمام امور خیر کی مخالفت کا باعث ہوا اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

ناظم جمعیت علماء کے جذبات عقیدہ کرشن کے متعلق

بیچ کا کرشن غیرت آئے تاکہ ساتھ چھپا ہے ہندوؤں نے اپنی عقیدہ تو لگا جی طرح بھی اظہار کیا ہے وہ ان کے دینی تہذیب کا نمونہ ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ہندو قوم اپنے مذہبی پیشواؤں کے احترام میں روز افزوں سرگرمی کر رہی ہے اس سے حق پرست مسلمان کے دل میں اپنی پیروی پر حق کے ساتھ اظہار عقیدت و نیاز اور ان کے احترام و احترام کے جذبے موجزن ہو جائیں کا موقع تھا مگر افسوس کہ وہ اصحاب جو باوصف دعویٰ اسلام حضور پر نور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل میلاد مبارک و معراج شریف کی مخالفت میں سرگرم رہا کرتے ہیں کرشن کے احترام میں افسوسناک نظر آئے ان میں سے صاحب ہلوی ناظم جمعیت علماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو اپنے وعظ و خطبہ میں میلاد مبارک کی محافل منبر پر براہ کسر اور اسکا تمسخر اڑانے کے عادی ہیں آپ اپنی عقیدت کے جذبے کرشن کے جرنوں میں کرشن کی عزت حاصل کی یہ مسلمان انکو پہلے ہی سے ہندو پرست جانتے تھے آپ خود اپنی قلم سے اسکا یہ ایک نیا ثبوت ہم پہنچایا ہے آپ اپنے مضمون میں جو بیچ کے کرشن نمبر میں چھپا ہے اپنی نیا رنگینی و عقیدت اندیشی کے مخلصانہ جذبے کرشن کے قدموں میں ڈالے ہیں آپ کا سرو جھک گیا مگر آپ کرشن کے قدم کہاں پائیے اسے بھی غور فرمایا ہندوؤں کا اعتقاد تباہ تو انھیں کسی جہنم میں مانتا ہوگا جسکا پتہ نہ آپکو ملے نہ ہندوؤں کو پھر آپکی وہ مخلصانہ نیاز مندیاں کرشن کے جرنوں کی تلاش میں کس کس کے قدموں میں کھوکھریں کھاتی بھریں گی جس شخص کا یہ حال ہو سکالوں میں واعظ بنکر منبر پر بیٹھا کرے اور ہندوؤں کی خوشامدیں کرشن کے کرشن کے قدم ڈھونڈتا پھرے وہ مسلمانوں کے لیے عاری اسلام کے لیے ننگ ہوسکالوں کو چاہیے کہ ایسے شخص کو ملوئی نہ کہیں اسکے وعظ میں شریک ہوں اسکی تقریر نہ سنیں اس کو منبر پر جگہ نہیں کیا اچھو سعید صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ہندو انھیں اپنی طرح کرشن کا مخلص عقیدہ مند سمجھ لیں یہ خیال تو غلطی وہ یہ نہیں کہ یہ شخص نہایت طماع و خوشامدی ہے اپنے ضمیر کے خلاف ہندوؤں کو مغالطہ دیر ہے لیکن ایک مسلمان نام رکھنے والے شخص کا اس طرح اظہار

نہایت قابل اعتراض ہے کہ دوسرے مذہب کے لوگوں کی طرح دینا آدمی کو کتنا برا کر دیتی ہے۔

۴۴
کرشن کے متعلق جو بیچ کے کرشن نمبر میں چھپا ہے اپنی نیا رنگینی و عقیدت اندیشی کے مخلصانہ جذبے کرشن کے قدموں میں ڈالے ہیں آپ کا سرو جھک گیا مگر آپ کرشن کے قدم کہاں پائیے اسے بھی غور فرمایا ہندوؤں کا اعتقاد تباہ تو انھیں کسی جہنم میں مانتا ہوگا جسکا پتہ نہ آپکو ملے نہ ہندوؤں کو پھر آپکی وہ مخلصانہ نیاز مندیاں کرشن کے جرنوں کی تلاش میں کس کس کے قدموں میں کھوکھریں کھاتی بھریں گی جس شخص کا یہ حال ہو سکالوں میں واعظ بنکر منبر پر بیٹھا کرے اور ہندوؤں کی خوشامدیں کرشن کے کرشن کے قدم ڈھونڈتا پھرے وہ مسلمانوں کے لیے عاری اسلام کے لیے ننگ ہوسکالوں کو چاہیے کہ ایسے شخص کو ملوئی نہ کہیں اسکے وعظ میں شریک ہوں اسکی تقریر نہ سنیں اس کو منبر پر جگہ نہیں کیا اچھو سعید صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ہندو انھیں اپنی طرح کرشن کا مخلص عقیدہ مند سمجھ لیں یہ خیال تو غلطی وہ یہ نہیں کہ یہ شخص نہایت طماع و خوشامدی ہے اپنے ضمیر کے خلاف ہندوؤں کو مغالطہ دیر ہے لیکن ایک مسلمان نام رکھنے والے شخص کا اس طرح اظہار